
سنہ ۱۹۳۱ء
REGISTERED No 783
LUCKNOW
1931
OUDHPUNCH
क़ीमत पेशगी
सालाना ५
छमाही ३
तिमाही २
1931

توجہ شرط ہے

(۱) اودھ پنچ میں جھوٹی خبریں نہیں ہوتیں۔ مذہبی جھگڑے نہیں ہوتے۔ بیہودہ اشتہار نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ عام اخباروں اور رسالوں کی طرح جھوٹی افسانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل انتخاب اور پر خوش مذاق ہے۔ وہ سرحدی [illegible] کی تقلید بھی کرتے ہیں اور اگرچہ بھی اودھ پنچ صرف ادبی بضاعت پر قانع اور منقولات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی [illegible] ۔ جو کسی کو [illegible] ہیں [illegible] فرق ہو بلکہ قابلیت کی [illegible] اصحاب بہ [illegible] رعایت [illegible] تاریخی واقعات اور بنیادی اصلاحات، اخلاقی و سیاسی و ادبی [illegible] انشاء اللہ سال بھر کے پرچے [illegible] آپ کو سیکڑوں [illegible] ملے گا۔

(قواعد و ضوابط)

(۱) اجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) طلباء شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پرنسپل صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی [illegible] سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری فرما ہے۔

(۳) طالبان [illegible] اگر [illegible] قیمت کا بار [illegible] تو بجائے [illegible] سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور [illegible] اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ مفت جاری کرا لیں۔ [illegible] کوشش سے فائدہ اٹھائیں [illegible] بالواسطہ یا بلاواسطہ قیمت ہے۔

(۴) [illegible] صاحب [illegible] یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں [illegible] ہو جاتا ہے لیکن [illegible] اشاعت کے عقب میں پانچ چار [illegible] کے نام ضرور [illegible] ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ [illegible] خریداروں کے [illegible] ہے [illegible] عادت ہے [illegible] عادت کا علاج بھی ہے [illegible] کیا جائے۔ [illegible] اشاعت سے [illegible] آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں۔ [illegible] مقصود نہیں ہے لہٰذا [illegible] نہیں ہوتا۔

(۵) ایسے مضامین، اودھ پنچ کی پالیسی کے مطابق نہ ہوں گے وہ شائع نہ ہوں گے اور ان کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۶) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی طرف پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تضحیک [illegible] جو حضرات خریدار ہیں [illegible] نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے [illegible] پر لکھا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۹ نمبر ۳۷

مضامین

۲۰ ستمبر ۱۹۴۱ء

مشفق آرا بیگم لارڈ ولنگڈن

مہربان دوست ۔ آخر تم نے منطقی عینک سے
ہندوستان کی حالت دیکھنے کی طرف نظر ڈالی
اور میری نصیحت پر عمل نہ کیا۔ خیر اب بھی سے
اس کو بھولا نہ چاہیے کہنا
صبح کا بھولا اور آئے شام

گزشتہ نمبر میں مولانا اور ہم بیچ کی اکسالات اطلاقات لطافات کے عنوان سے کم و کم باتیں لکھیں ان پر غور کرو۔ بہت کام کی باتیں ہیں خیر خواہانہ مشورہ پر ہمیشہ عقلمند حاکم غور کرتے ہیں۔ بھائی سعدی صاحب کہا کرتے تھے۔

و سخن شنیدن بیخ دولت ۔

جب سے حاکموں نے کان دھرنے کی بات سننی چھوڑ دی اس وقت سے دولت کی جڑ میں گھن لگا اور تمہارے وقت میں گستاخی کرم خوردہ دیکھیں جڑ قائم نہ رہ سکی۔

جتنی خفا ہیں اس "ادارہ معظم" کی وجہ سے پھیلیں وہ سب اس قابل ہیں کہ انھیں منطق کی ترازو میں تول کے دیکھو اور ان سے سبق لو

(۱) یہ مطالبہ بہت بجا ہے کہ ہندوستان کی پیٹھ پر انگریزوں نے ہزاروں نئے قسم کے بوجھ لادے ہیں۔ اب اس مریل ٹٹو کی پشت سے بوجھ اتارے بغیر

دیکھو بار بر دم نہیں عزیز است ۔

کا مقصد بھی پورا نہیں ہو سکتا۔ پشت مجروح ہو چکی ہے بیل بھی شب کو کم خور گشت برطانوی شیر کی دھاپ سے شیر دنی (زنجیر) کی بیماری لگ گئی ہیں اگرچہ دبے ہوتے تھے کچھ منہ سے ہوتے تھے

جماعت وہی تھی مگر انگلیوں پر بیٹھے گنتی ہو جاتی تھی یورپ کی فلاں لڑائی میں ہندوستانی اتنا سپاہی گئے فلاں جنگ میں اتنے کی بھرتی ہوئی چلی پڑی۔

سرحدی لڑائی ہائے سہاں کا بیاہ ہے ہر سال ٹھنی رہتی ہے سارا مال خرچ کھا لیتی ہے۔

اے ہر جماعت بجری بھلا بتاؤ کہ ہم کہاں بڑھا اس کا بار بھی ہمارے سر۔ اور بیچارے انگریزوں کے خزانے سے سال ختم میں ہمیں کبھی نہیں ملی دیر جماعت کچھ خرچ کا روپیہ جاتے ملکی خزانے ہی سے پہنچتا ہے۔

دیکھئیے فرانس کیا بلا ہے؟ وہ اس جنگ میں بھی ویسے ہمارے ہی سر ہی وہ بکی ہی سہی۔

خبردار ہوشیار رہ چین کا نقشہ چونکا۔ چینیوں سے برادری کا دعوی تو خیر ہے مگر جنگ میں کیا ہوا قرض کی منحوس رسم ایسا نہیں کہ ہندوستان کا نام بچانا جایا جاتا ہے۔ بڑی لڑائی ہی کو دیکھو ہم نے اور جرمنی سے کیا واسطہ ۔ عراق اور ترکوں کے مقبوضات ملک یا سرکار سے افریقہ اور مصر میں حکومت کے واسطے اپنے گلے بھرنے اور بے سگھے اپنے لینے کا سامان کرنا ہمارا فرض کیوں ہے۔

ایک اور ایک اور چار چھ اور سے اب سیکڑوں کروڑ بیسیوں ارب کا قرض۔

قرض سے کوئی گروہ خوش ہوا ہو بھائی زبردست مارے اور رونے نہ دے یہ تو وہی مثل ہوئی کہ ایک امیر آدمی مر گئے اور وارث کے لیے اپنی محل اور مرہون جائداد چھوڑ گئے۔ صاحبزادے (وارث) نے بھی قرض پر قرض لینا شروع کر دیا۔ اتفاقاً ایک دوست سے ملاقات ہوئی اس نے پوچھا کہیے بابا آپ نے اپنے والد مرحوم کے ترکہ کو بہت ترقی دی ہوگی۔ انھوں نے جواب دیا بے شک اب دس لاکھ ہے پہلے پانچ لاکھ تھا۔

لاٹ صاحب انہوں ہی کا فتوی جو کانگریس کی جانب سے حال ہی میں شائع ہوئے ہیں خلیفہ صاحبوں کا کچا چٹھا نہیں کہیں سے سبیل گیا اور خیر سے وہ اسطرف شائع بھی ہو گیا۔ انھیں ملاحظہ کرو۔ حساب میں تو منطق کو دخل نہیں مگر حساب کی مدوں میں منطق کو ضرور دخل ہونا چاہیے یہی نہیں۔ ابھی ضمانت اور امانت اور سود کی نوٹ بھی زیر حساب ہیں۔ سب تو سب بیچارے غریب وظیفہ داروں کو جنھیں با امیری سود ملنا خود شکایت ہے کہ ماسٹر صاحب انھیں روپیہ لیتے وقت کاغذ ہاتھ میں پکڑا دیا پہلے سود کم ملے پھر اقتاب کچھ دیا جاتا ہے۔ اپنا روپیہ مانگنے اور نوٹ واپس کرتے ہیں تو وہ حیل حجت مقیں قال بالقیل مولانا بیچ کے اکسالات اور اطلاقات اور لطافات" کا نمونہ ہے جو ظرافت سے بعید اور منافات سے قریب ہے۔ کروڑوں روپیہ نمبر ۲ سے پہلے وقفے میں تو فریب ہو گئے جن لوگوں نے حکومت کو امین قرار دیا تھا وہ تو ہیں نہیں لیکن جنھیں ان امانتوں کا فائدہ پہنچنے والا تھا وہ بھی گویا لائق نہ رہے۔ بس جو بھی جا بار کسانے نظر سے کو دیا۔ جاوید ہی ہو گا۔ تنا ہی سود دیکھ پوچھے اس کا حق کیا ہے۔

مہربان لاٹ صاحب! کیا یہ باتیں ایک مہاجن قوم کی ساکھ بگاڑنے کے واسطے کافی نہیں ہیں۔ چاہے منہ پر نہ کہیں مگر گھر میں بیٹھ کے کہتے ہیں ابھی گورنمنٹ کا زبان تو قابل اعتبار نہیں۔

(۲) روایت ہے ہندوستان کو مسیح دین میں ملنے علیہ السلام کے اوپر پھر سے جو مصیبت اٹھانی پڑتی ہے اس کا تانتا کبھی نہیں ٹوٹتا۔ تجارت کا سلسلہ جاری ہے تو سلسلہ کیسے ٹوٹ گیا ہے؟ روز ہر تاجر کو حساب لگانے کے وقت کہنا پڑتا ہے دیتے جو مال اور اتنا ہی پڑتا ہے گا؟

پہلے ۱۰ کانگریس کے خاص خاص چرچے لکھے آج اس بحث "بڑے گڑتے تھے عوام اور جیسا کو خبر ہو گئی کہ ہمارا سیر سا سیر کا ہے کی انتہا ہے مگر اب چیز کلی جوہر جانتی ہے کہ دیا کرا ہے ہے۔ اعمالات سماعات کی تباہی سے کتنا گھاٹا ہے۔ ہر خاص کی زبان کو کہ کہاں تک بند کیا جا سکتا ہے؟ ہر زبان پر جاری ہے ابھی یہ اندھیر کیا ہے

گورنمنٹ نے مانگ کر لی ہے۔
کیا اس سے کوئی انکار کر سکتا ہے کہ ... نہیں ... دسی مگر ... تو یہ ہے کہ یہاں ... کی قیمت ولایت میں جا کے ... ہے۔ ... حق ... کا نہیں پہنچا۔
پھر جو لوگ ... ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ صاحب

کوئی کم ہو جائے تو ... اور ... لے کے خریدے۔ کوئی ... ہے۔
... ابھی ... ولایت کا سامان ان کا بھی ہوگا۔ ان کا روپیہ وصول کر لیں ... لگ جائیں گے۔ چنانچہ ... ہم اپنے ... گورنمنٹ کے پاس روپیہ نہیں ہے

اور اگر ... کی ... کا ... آئے ... کا ... کے ... ہے یہ سارا ... جا ... جو لے وہ ... تو ... بجٹ میں ... ہی ہے ... بڑی لڑائی



انانیت خلافت

ہاں! آپ ... ہی تو نفاق پیدا کر کے چلے تھے۔ اسی لیے تو آپ کو ہم نے ... میاں خلیفہ ہم خوب سمجھتے ہیں!

کل ولایت کے انگریز ووٹ دے رہے ہیں ہوں گورنمنٹ کی خیر خواہی کا قول ہیں جو یہ آواز اٹھ رہی ہیں تو اچھے دل ہی کہہ رہی جاتی ہوں سچ ہے! وہی انگریز ہیں جن کی بات پتھر کی لکیر سمجھی جاتی تھی اپنے سگے بیٹے ہمارے خاص نے اعتبار نہیں کیا اور صاحب لوگوں کی بنا سکا عزیز بنا۔ آج ان کے بھروسہ ... خود نام روشن کیا ہے کہ توبہ! توبہ!!

(۳) ... لڑائی میں جو مارا ... تھے۔ ان کا معاوضہ حکومت نے ... جانے والا ... والوں کے دل میں کیا ... ہے کہ ... آئے

... ہیں ہمارے تھے ان کے یہاں کیسی بات ہیں کی ترقی اب دن دونی رات چوگنی ترقی ہے اور جو بیٹھے تھے ان کے یہاں تازہ تازہ ... ہوتی ہے۔ ٹیکس پر ٹیکس بڑھ رہا ہے ڈاک کے محصول بڑھتے چلے جاتے ہیں آج وی پی کا محصول بڑھتا ہے کل رجسٹری کی فیس پھر

جب ... ہوتے ہیں سود بڑھ جاتا ہے ... ملا کر لیتی ہے۔ خدا جانے ... کا ذمہ ہے وہ ... ہے کہ خدا یا تیری پناہ سرکار کو جب رعایا سے مالگزاری وصول نہ ہوگی تو قرضہ کہاں سے

پارسل کرائی کے دام۔ ابھی خبر ہم بھی پوری نہیں پڑھ آئی۔ ہیں تو گورنمنٹ کا ارادہ ... معلوم ہوتا ہے۔ تا صاحب! گورنمنٹ سے معاملت ابھی نہیں ... سے الگ ... ہے ان باتوں کی اصل ہوا ...

[illegible] خواجوں کو ان دعاؤں کے بہت باتیں بتاتے گیا (۴) [illegible] قید ہے اور [illegible] کا ان انگریزوں کی طرف سے پھر گیا جلیانوالہ باغ کے قتل عام سے لے کر [illegible] وقت تک کتنے گھر اُجڑے کتنے ماں کے لال پولیس اور فوج کے ظلم و ستم [illegible] کتنے [illegible] پھانسی پر چڑھے [illegible] کتنے اب قید خانے میں [illegible] جیت رہے ہیں؟

تحریک اور [illegible] سے [illegible] کہ دل بڑا ہو تو پھر بنائے نہیں [illegible] کہ اگر [illegible] نہ گھٹتی [illegible] تو [illegible] جاتا ہے۔ دل کا اچھا ہو جانا بھی ممکن ہے مگر [illegible] کہ [illegible] دل پر [illegible] حکومت کی طرف [illegible] وہی کام [illegible] گیا۔ کانگریس والے بھی چاہتے تھے کہ گورنمنٹ کے انصاف کا جو [illegible]

اطلاع نامہ [illegible] مالگذاری مغربی شمالی

مقدمہ نمبر ۱۳۰

[illegible]

[illegible]	روپیہ	آنہ	پائی
[illegible]	[illegible]	[illegible]	۰
[illegible]	[illegible]	[illegible]	۰
[illegible]	[illegible]	[illegible]	۰
[illegible]	[illegible]	[illegible]	۰
[illegible]	[illegible]	[illegible]	۰

[illegible]

بدلے سے دلوں میں [illegible] ہوا ہے وہ کسی طرح نکلتا ہو جائے تو پھر ساری بات بن جاتی ہے۔ [illegible] چالاک حکومت نے [illegible] اٹھایا۔ آج کوئی انگریز [illegible] انصاف کا قائل نہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ اپنے مخالف بھائیوں سے انتقام کے جوش میں کوئی حکومت سے معافی مانگنے پر آمادہ ہو جائے مگر انتقام کا [illegible] اعتراض بھی اس [illegible] کی مذمت کرنے کا جس کی طرف خود اشارہ کیا جا چکا گیا تھا۔ لیکن [illegible] کے قابل یہ بات ہے کہ دل بڑا کرنے کے بعد کیا کوئی اپنے اس [illegible] سے کوئی نیا معاملہ کر سکتا ہے؟ نہیں! یہ [illegible] ہے۔ اس کا اثر نہیں ہوا۔ قدرتی [illegible] ایسا [illegible] ہندوستانی [illegible] انکار کر دے کیا ہوا [illegible] نہیں [illegible]؟ لاٹ ارون کے زمانے میں [illegible] پھیلے [illegible] تھی۔ وہ تو [illegible]

بدست [illegible] کے لیے

سمن بغرض انفصال مقدمہ

[illegible]

نمبر مقدمہ

[illegible]

بنام

[illegible]

[illegible]

کانگریس والے [illegible] کا [illegible] باتیں ایک سم سے شروع کریں [illegible] کوئی [illegible] نہ ہوتی۔ مہربان لاٹ صاحب۔ [illegible] خیال [illegible] دیا [illegible] تو آج حکومت کے دشمنوں کی جان [illegible] جاتی؟ [illegible] تو پہلے ہی سے [illegible] ہے [illegible] دشمن [illegible] کر کے پھرتے ہیں [illegible] نوٹ کا سرمایہ [illegible] ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو [illegible] والے [illegible] ہندوستانی نوٹ پر کیسے اعتبار کریں؟ [illegible] قرار دیں تو کیا کریں؟ بھلا کوئی [illegible] [illegible] نوٹ) [illegible] کے بھی قبول ہو سکتا ہے؟

(۵) [illegible] حال میں [illegible] ہوئے۔ سرکاری [illegible] سے حکومت کی طرف سے [illegible] وہ [illegible] ہیں۔ کوئی بھی [illegible] ہوا کہ [illegible] نے کیا [illegible] اور [illegible] نے کیا [illegible] کی۔ [illegible] تو [illegible] برس کا سن آیا ہزاروں معاملے [illegible] آنکھوں کے سامنے گزر گئے۔ [illegible] بھی [illegible] تمہاری حکومت کی طرف سے جو اعلان کیا گیا [illegible] معنی کیا ہیں۔ یہ دشمنوں پہ کیا آن [illegible] کام کا [illegible] بیٹھے کے [illegible] [illegible] کے لیے تمہارے کاروبار [illegible] کا سایہ [illegible] گیا [illegible] تقسیم نہ ہوں گے۔ بنک سے روپیہ [illegible] کی [illegible] آنے پر منحصر ہے [illegible] تین چار روز تک [illegible] کے گھر میں [illegible] کا [illegible] دیا گیا۔

[illegible] اور [illegible] کے ساتھ اس اعلان میں [illegible] کہا گیا ہے کہ [illegible] کوئی نہیں۔ [illegible] کا [illegible] ہیں۔ [illegible] کی [illegible] تو [illegible] کیسی [illegible] دی ہے؟ [illegible] صاحب تم [illegible] سے [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] کیا خبر کہ یہاں [illegible] کیسی کیسی باتیں [illegible] گئیں۔

۱ — ہاں سُنا، گورنمنٹ کا دیوالہ نکل گیا۔ گاندھی نے آخر چوپٹ کر ہی دیا۔ ولایت میں جاکے سارے بنک بند کروا دیے۔

۲ — کیا کہا؟

۱ — کچھ نہیں نندی، یہ کہو کوئی لال گرم پڑ گیا! تو یہاں نہیں ہے۔ اچھا تو سنو۔ فرنگیوں کی ہماری سرکار تھی قرضدار۔ اُنھوں نے اپنا قرضہ مانگا۔ یہاں کاغذ کا پرچہ ہاتھ میں دھرنے کا چلتا جادو سنّت بار تھا۔ اُنھوں نے کہا۔ چناؤ یہ چل دیا ہندوستانیوں کو چلے وہاں سے چھتڑے لے کے اپنا پرچہ رکھا یہی جیب میں ہم تو کل سونا لینگے۔ سونا کہاں وہ تو سب سرمایہ داروں کے ڈبے میں تھا۔ پتلی گردن والے ہندوستانی بنک تھے انھیں حکم دیا گیا کہ جتنا سونا تمہارے پاس ہو فوراً بھیجدو۔ ورنہ نہیں ہم تمہیں اسکے عوض میں کاغذ کے پرزے بہت سے دینگے۔ گاندھی ایک چالاک اُس نے وہیں سے کہلا بھیجا۔ ہندوستانیوں ہوشیار! ہندوستانی تو گاندھی کی آواز پر کان لگائے رہتے ہیں۔ اُنھوں نے بھی اپنے بنک بند کر دیے۔ اب جب تک امریکا والوں کا قرضہ انگریز چکا نہ لیں اس وقت تک یہاں کے بنک بھی بند رہیں گے۔ اسے بھی ہندوستانی بنک کھل جائیں تو سارا مال گورنمنٹ زبردستی قرض لے لے گی۔

۳ — ہاں! اور بھی کچھ سُنا؟ ماشاءاللہ گورنمنٹ کی عقل قسم کھانے کے لائق ہے۔ ساری حکومت کاغذی کر ڈالی۔ کل سے خبر اُڑ رہی ہے کہ پیسے بھی اب نہ چلیں گے۔ پیسوں اور اکنیوں کی جگہ کاغذ کے ٹکڑوں سے بیوپار ہوگا۔ ہوا کی جاگیر داری سارے جو کچھ ولکٹ حوالے کر دو۔

۴ — بھائی یہ تو بڑی سُنائی ہم تو لڑائی کے بعد سے اس بے پار میں تو جا کر ہاتھ بیچے اور بیچے رہتے ہیں۔ جو گنٹ بینک کے آئیس پیار بنک گئے تو دیکھیے کس کی ماں کو ماں پکار بیٹھے۔ جو فوری نہ رکھیں شیشے میں گھر لیں تو ادھر ادھر جو گری کا ساماں دونوں بے پینے کے ٹکڑے بنے ہی سارے ٹکٹ گاندھی جی کو رہ جائینگے۔ ہائے اس اعلان نے! ہائے ہائے مار ڈالا۔ ماشاءاللہ گاندھی جی کے ساتھی جواہر لال سچ کہتے ہیں انگریز ہندوستان بھر کو لنگوٹی بندھوا دینگے۔ کیا مجال جو کسی تن پر تانبے کا چھلا بھی نظر آئے۔

خیر! کہاں تک افواہوں کا تذکرہ کروں۔ اب جو پریس ایکٹ نیا تصنیف ہوا ہے اور زبردستی کے آرڈیننس کئی ایک جاری ہونے والے ہیں اُن کی وجہ سے بھی بدگمانی کو ترقی ہو رہی ہے۔ ہاں صاحب! دیکھا! اخباری کاغذوں کا گلا دبایا جا رہا ہے کہ چلائیں نہیں اور افلاس کا سبب حکومت سے نہ پوچھیں آخر یہ خسارہ کیوں ہوا؟ بہانہ یہ ہے کہ ڈاکوؤں کی تعریف کرکے حوصلہ بڑھاتے ہیں۔ لو کو یہ آرڈیننس ہے کیا بلا؟ ابھی ہم تحقیق میں ہیں۔ دیکھ قاؔ کی ڈکشنری میں اسکے معنی ہیں "آرڈیننس وہ بیحیائی آمیز حکم جو کوئی حکومت آئین کا دعوی رکھتے ہوئے نافذ کرے"

اے ہے! تو یہ بے حیائی ہے۔ ہاں بیشک بڑے شرم کی بات۔ جمہوری سلطنتوں کے اغراض و مصالح بھی جمہوری اور آئینی ہوتے ہیں کسی آرڈیننس کی ضرورت ہی نہیں ہوتی۔ ہندوستان کی حکومت دعوے تو یہ کرتی ہے کہ ہم جمہوری نظام رکھتے ہیں آئین کے رو سے حکومت کرتے ہیں مگر جب جی چاہتا ہے تو پورے نادر شاہ اور ہلاکو خاں بھی بن جاتے ہیں یہ بے حیائی نہیں تو کیا ہے؟ اوروں کو سمجھاتی رہی اُنھوں نے سماعت نہ کی اب تم سے کہتی ہوں کہ بلا سے تم ہی بدنامی سے بچو۔

باقی آئندہ

حکومت کی خیرخواہ منظور آرا بیگم

مولانا پنچ کی نوٹ بک

بدگو بھی ہے حیا تو نہیں ہیں؟

(نمبر ۱)

جب تک گاندھی ہندوستان میں تھے اُنکی ننگی بھنگی تصویر دیکھ دیکھ کر میاں جو جی بجا جی کو تعلیم دیتے پھرتے تھے: ہاں سامنے آئے تو وہ ننگا لنگوٹی بند۔ خدا کی شان خدا کی قدرت۔ لنگوٹی کو بھی وہ دن لگے کہ صاحب لوگوں کے پتلون کا مقابلہ کرنے لگی۔ ماشاءاللہ ننگی تہذیب ہے ایک نیم برہنہ کے ساتھ بات کرنا!

بہر کیف اب یہ وہ گھڑی کا وقت گزر گیا۔ یہ اور گاندھی مع اللنگوٹی والعصا کشتی پر کیا خود اپنے مسکن عزیز میں داخل ہو گئے۔ بڑے بڑوں نے ایک شست اشتعال کے ڈبے پتلے قدموں کے نیچے آنکھیں بچھا دیں۔ خدا جانے یہ خیر اِن بھی ہیں یا چرچل صاحب؟ مگر اتنا ہم ضرور کہیں گے کہ چرچل صاحب آدمی اچھا ضرور ہیں۔ آنکھ بچا کر سکے اور اپنے مقدس گز تنگ پتلون کو حکم دیا اور سمیٹ لیا۔ تو بھی ستر پوش ہے تو ہی جامے پایا۔ پتلون نے پناہ دی اور ستر کی طرح چھپا لیا۔ لکھ کے کی بات ہے کہ نواب پیر مرد گاندھی نے کہلا بھیجا۔ "اگر تم نہیں آتے تو خیر میں ہی آتا ہوں" جواب ملا "میں مرد نہیں بیمار لوگ کا ہوں" صاحبزادے یعنی چھوٹے چرچل آکے باپ کا پیام کہہ گئے۔

(نمبر ۲)

بے حیا بھی اور بدگو بھی

ہندوستان کا نمک حرام عامل پنجاب ہمدرد کیسے ہم خیال اشخاص رکھتے دونوں وصفوں سے متصف ہیں وہ کہتے پھرتے ہیں۔ دو واہ ہو اس قوم پر جس کا سرگروہ لنگوٹی باندھے گرتا پھرے بھلا اس قوم کو ایک مہذب طرزِ حکومت کے حقوق کیونکر عنایت ہو سکتے ہیں۔ کمبخت نے اتنا کہا تھا کہ جیل نہ گرشتے سے مطلب نہ خراب سے غرض۔ اے ہم لوگوں کے ساتھ ہمدردی ہو ہی نہیں سکتی۔ اگر نواب سلطان آرا بیگم اس وقت ولایت میں ہوتیں تو ضرور دو حادثہ بالکل کرنے پر آمادہ ہو جاتیں۔ جس قوم کی عورتیں شیلڈوں میں نکلی ڈھکی ناچتی پھریں اور وہ اسیر فخر کرتی ہو کہ دیکھو آزادی یہ تہذیب ہے یہ مہذب طرزِ حکومت کے



"سو برس اُس طرف کے نواب و امیر سے"
یادگارِ زمانۂ تاریک
"کاٹ کا گھوڑا لوہے کا زین اُس پر بیٹھے گڈ گڈ سے حکیم"
پنچ | واقعی - دوست اب ثابت ہوا کہ تم لوآبادی کے گورنر رہ چکے ہو - قدم مبارک، قدم مسعود"


اصغر علی محمد علی تاجر عطر لکھنؤ
تار کا پتہ
حنا لکھنؤ
شاخ :- [illegible] - حیدرآباد دکن و دہلی
ٹیلیفون
[illegible]

مزا چکھنے کا حق اُسے کیونکر مل گیا۔ اور اگر وہ بھلی گوشت خواب سے پرہیز کرنے والا تھا اور ہو نہیں سکتا تو پھر جو لوگ یہ چیزیں استعمال نہیں کرتے اُنھیں تم سے کیا توقع ہو سکتی ہے۔

صفی الدین حلی اور پریس ایکٹ

لوگ غلط رائے رکھتے ہیں کہ ایسی بات تاریخی حیثیت رکھتی اور تاریخی واقعہ بنانے کے قابل ہوتی ہے۔ چاہئے ایسی بات خود بخود تاریخی اہمیت حاصل کر لیتی کئے کوئی ایک گندہ اور بیہودہ حرکت کرو ہم کو جیسے آجکل کے مہذب اور جو پانچ چھ مرتبہ اس کو کرنے کے تذکرے کے قابل نہیں سمجھتے لیکن اسی غیر مہذب تذکرے میں بہت بڑی نصیحت مخفی ہے۔ خود خدا نصیحت کے وقت اپنے مخلوق کے لیے مثالیں لاتا ہے کو مفاد عامہ کے لیے شرح و بسط و وضاحت کے ساتھ بیان فرما دیتا ہے اور غرض اُس سے عبرت و موعظت ہے۔ کیا اُس نے عورتوں کے ماہواری ابتلا اور مرد و زن کے باہمی مخفی تعلقات کو صاف طور پر بیان نہیں فرمایا۔ بعض جاہل کے بے وقوف تہذیب کا معیار اُس تہذیب سے زیادہ اونچا رکھنا چاہتے ہیں جسے اگلے ورخ اخلاق نے ملحوظ رکھ کے اختیار کیا تھا۔

ایک فقیہ پر فرض ہے کہ مسائل نجاست طہارت کو اس طرح بیان کردے کہ ہر شخص سمجھ سکے۔ غیر پر قیاس شبہ اب حکایت سنیے۔ کہ صفی الدین حلی ایک مشہور ادیب تھے "حلہ" میں رہتے تھے ایک سوداگر صاحب کا مجمع تھا اتنے میں ہی انھیں اتفاقاً صحبت میں ہوائی خشر آنا مجمع ہوا کہ بلا ارادہ اور بلا اطلاع بے معنی بات چیت کرنے لگا۔ بات میں بات عجیب ہے۔

حلی صاحب آدمی اچھے تھے صحبت برخواست ہوتے ہی ترک وطن پر آمادہ ہو گئے اور میں برس تک دوستوں کو صورت نہ دکھائی۔ پھر وطن کی محبت نے کھینچا۔ ڈرتے ڈرتے حدود وطن میں قدم رکھا خیال تھا کہ معمولی سی بات اب تک ذہن سے اتر گئی ہوگی۔

دو بڑھیاں آپس میں باتیں کر رہی تھیں۔ ایک نے پوچھا عبدالعزیز کی عمر کیا ہوگی؟ دوسری نے جواب دیا۔ میں تو حساب کو نہیں جانتی اتنا یاد ہے کہ جس سال صفی الدین ۔۔۔۔۔ کے بھاگا تھا وہی سال عبدالعزیز کی پیدائش کا ہے آہ! غریب صفی الدین اپنا وطن کی جولت کیونکر عزیز ہو سکتا تھا۔ پھر وہی ترک وطن۔

اگر صفی الدین کی یہ معمولی حرکت سبھا اُسکین تاریخیہ کی طرح ایک نئے سنہ کی قائم مقام ہو سکتی ہے تو ہمارے زمانے کے وائسرائے کے عہد حکومت میں نئے پریس ایکٹ کی ایجاد بھی "سال ضرطہ صفی الدین" کی حیثیت اختیار کرنے والی ہے۔

لارڈ ارون کے آرڈیننس ضرطہ صفی الدین سے کم نہ تھے۔ مگر وہ تو بھاگ گئے معلوم نہیں کہ لوگوں کا حافظہ اس وقت جبکہ انھیں کبھی پھر ولایت سے ہندوستان آنے کا اتفاق ہوگا ایسے ضرطہ ہائے قانونی کو لیچ سے محو کر دے گا یا نہیں۔ بو تو اب تک پھیلی ہوئی ہے۔ لیکن اگر پریس ایکٹ جن الفاظ اور غیر محدود احصار کے ساتھ پیش کیا گیا ہے پاس ہو گیا تو ۔۔۔۔۔۔؟

شریف زادوں کے لیے امتیازی قانون

آجکل دولت دلیل شرف و شرافت ہے۔ جو دولتمند ہے وہ شریف ہے۔ وہ زمانہ لد گیا جب لوگوں کو خیال تھا "شرف المرء بالعلم والادب لا بالمال والنسب" (علم و اخلاق حسنہ کا نام شرافت ہے نہ مال و نسب کا) اب زمانہ ہے صاحب بہادروں کا۔ صاحب بہادر عزت کے قابل اسی کو سمجھتے ہیں جو شریف یعنے مال والا ہو۔ صاحب بہادر ہیں یہاں کے حاکم بلکہ بادشاہ بھی جو معیار شرف و شرافت اُنھوں نے مقرر فرمایا ہے وہی ٹھیک ہے۔

جب یہ مقدمہ طے ہو گیا کہ ہر مال زادہ ہے تو بے مال والا شریف ہے اور شریف مال والا تو اب ضرورت لاحق ہوتی کہ جو اشخاص غیر شریف یعنے مفلس قلاش تنگ دست ہیں وہ شریفوں کی راہ چلنے نہ پائیں۔ دوسرا مقدمہ موقوف ہے اہل دولت کی شان کچھ یہ ہے جو انھیں دولت وروں کے افعال و اعمال سے فوراً ذہن میں آجاتی ہے۔

لیجئے:۔

جوا کھیلنا لازمۂ دولت۔

رنڈی بازی یا نا کاری لازمۂ دولت۔

شراب خواری ۔۔ ۔۔ ۔۔

کلب گھروں میں عورتوں کے ساتھ رقص ۔۔ ۔۔

قریبی رشتہ داروں کی تذلیل ۔۔ ۔۔ ۔۔

ہر قسم کا قانونی اور اخلاقی جرم ۔۔ ۔۔ ۔۔

شریف ہونے کے بعد اخلاقی عیوب مرتفع ہو جاتے ہیں بس یہی شریفوں کی شان ہے۔ ایک زمانہ دراز سے یہ شکایت سُنی جاتی تھی کہ غیر شریف یعنی غریب مزدور قلی وغیرہ پیدا ہجارہ پیدا کرنے والے) گھوڑ دوڑ اور کازینوں کے شوق میں تباہ ہوئے جاتے ہیں غیر شریف (بالفاظ دیگر باہمی ہونے کی حالت میں انھیں کوئی حق نہیں کہ شریفوں کا چلن اختیار کریں یہ خبر سنتے سنتے آخر کو گولکھلے صاحب پر انھیں رحم آیا اور سنتے ہیں کہ انھوں نے بمبئی کی قانونی مجلس میں ایک بل بنام ترمیم قانون قمار پیش کرنے کی اجازت گورنر سے حاصل کرلی ہے مسودہ ہماری نظر سے نہیں گزرا سلمی اطلاعات سے معلوم ہوا کہ اس قانون کی رو سے جوا کھیلنے کا حق صرف شرفا کو حاصل ہوگا یعنی جن کی دولتمندی کوئی خاص پایہ رکھتی ہے وہ اگر گھوڑ دوڑ اور دوسرے شریفانہ اور صاحبانہ اشغال اختیار فرمائیں تو کیا عیب۔ شرعی و قانونی جواز و عدم جواز یا جائز و ناجائز ہیں اعتبار و فرق سے مثلاً کسی چیز کا حاصل کرنا مالک کی اجازت سے جائز ہے۔ کسی چیز کا اٹھا لیجانا بدون مالک کی اجازت کے سرقہ ہے فعل ایک ہے

اعتبار سے مقرر کیا جاتا ہے۔ جو جیز یہی یہ اشتہار میں فرق نہیں ہو سکتا ہے کہ امیر ہو کہ غریب یا بیوہ ہو یا قرضہ کھیلے۔ جو صاحب دولت گنوا کے گر غریب یا بیوہ ہو جائیں تو کیا ہے۔ مگر جب تک غریب ہیں ہر قسم کا بیوپار ہی ثروت رہے گا۔ وہ کیا عقل ہے کیا انصاف ہے کیا قانون ہے کیا منطق ہے۔ زناکاری۔ چوری۔ بیماری جب اسی اعتباری فرق سے ایک مرتبہ ناجائز قرار پاچکی تو اب اس میں بھی اعتباری فرق پیدا کرنا اور بھی بڑے باریک بین دماغ کا کام ہے۔

مجھے تو اس اعتبار کی امتیاز کی انتہا ہونے کا انتظار کرنا چاہیے کہ دیکھو کن جرموں میں بھی شرافت کو یا کا امتیاز حاصل ہوتا ہے یا نہیں۔ صاف صاف کیوں نہ کہیں؟

اے حضرت ایسا قانون کیوں نہیں ایجاد ہوتا کہ وہ ناصرف وہی زنا کر سکتے ہیں دولت میں جن کا پوزیشن اس قدر ہے۔ غریب طبقہ انہیں لوگوں کا حق ہے جن کے پاس اتنا مال ہے۔ یا انگریزی تہذیب کی نظام ڈگری حاصل کر چکے ہیں۔

حکایت

اونٹ اور سرکار

جنگل میں ایک میاں اونٹ صاحب اپنی بہار حیات چرائی میں مصروف تھے۔ چونکہ ابھی وہ یہیں پیٹ بھرنے کی تلاش میں تھا تکیل کے سرے میں لٹا پڑی تھی یا ٹیل کی پکڑنا نہیں۔ حضرت موشا نکیل نے تکیل پر چوہے کی اور اونٹ کی طرف چل کھڑے ہوئے۔ آپ جاتے اونٹ قریب تکیل تھامنے والے کی مخالفت کس طرح کر سکتا ہے۔ آگے آگے چوہا۔ پیچھے پیچھے اونٹ۔ تکیل کا فاصلہ حصہ لب میں کھینچ گیا۔ اونٹ نے گھٹنے ٹیک دئے اور سوراخ کے منہ تک تکیل کا ساتھ دیا۔ آگے صحیح اصول فی نتیجہ لضیاطر اونٹ کی تقاریا کا سرنگ کے اندر میں گھسنا محال ہوگیا۔ نتیجہ ٹیلو کے فراق گئے۔ اور دوست تمہاری محبت کا تو آگ ہیں گو وین

ایک بات کرو۔ یا تو ایسا کہو چارہ جیسی تمہاری جائے۔ یا پھر اب اسعشق منتخب کرو جسکے لائق تمہارا گھر ہو۔

حضرت جان کی بصیرت مرشق ہندوستان سے چند اشعار انتخاب کئے گئے ہیں ان میں سے کچھ تو فرضی بالکل ہیں ان سے ہمیں مطلب نہیں کچھ ریاستوں کے وکلا ہیں اور کچھ قومی زندگی گو دل ہے تنگ اور ہر ایک ہی کہہ رہا ہے تنہا بیٹا مگر لائق سبب کبیر یا سبب تبصرہ نہ ہے

دیکھیے اونٹ دل میں سماتے ہیں یا اونٹ میں دل۔

شکایت

شہر کے افیونیوں کو بھی سرکار سے اس جبری تعلق کے بارے میں سخت شکایت اور واجبی شکایت پیدا ہو گئی۔

ہمارے بھائی دالیون غضب کر دیا۔ مار ڈالا اس ناشدنی سرکار نے اور سے ٹھیکے بند کروا دئیے۔ ہائے مرے ..... (جماہی)

اُف ذبح کر ڈالا ... (انگڑائی لے کر) ... سو گرے (ہائے ہائے ہائے ـــــ ہائے ظلم) (ہائے ہائے ـــــ عمل)

مفترات اور مسکرات کا استعمال ہمدردی کے قابل نہیں یہ مسلّم مگر جو لوگ عادی ہیں اور تمام عمر اس رجحان نیچ نشے کے استعمال سے تو وہی زندگی غیر جی دیکھا منتے نشیمی ہو چکے ہیں۔ سو زندہ ہیں تو عاشق کر ڈالا سے کوئی مردہ ہیں کہ پیرانہ سری بھول جائے کوئی ان سے ہر شخص دام لینا اور معدہ باقی دعا کر کے بعد انکے مصائب کی پرواہ کرنا بُرا ہے۔

وہ بیچارے نکالے دیں کہ صرف کے بیش سرکاری غلاموں کے بلکہ نیچ پوچھیے تو سرکار کے وفادار ہیں۔ گر یہ بھی باغی ہو گئے تو آزنفار دولتا فاغ ہو گی جو تاج پہچے ہوئے ہیں خون کر کے کتا کے پیماوتی پھر آپ جانیے کروں سے مجھے کو سنا کہیں لالی چلنگا ہے

اے انشا گوبی سیل وقت ہو سکتے ہیں بیچارے معصوم شہید کو اپنی قدرت سلک بھر میں جتنے انگریزی ہیں ان کو شراب کا ایک قطرہ بھی نہ میسر ہو۔ آخر تمام شراب خانوں پر تالے لگ گئے۔ لاٹ صاحب تک ایک بلند گذر ہیں شراب خانہ میں اب کی ساری شراب لنڈھا دی جیسا ہم غریبوں کو ڈریا ہے

افیونیوں کی بغاوت بُری ہوتی ہے حکومت کو چین کی احتیاط اور انگریزی انداز کا سبق لینا چاہیے۔

آج ایک افیمی صاحب بہت جھنجلا رہے تھے کہ واہ صاحب ایک سو بیس روپیہ سیر کے حساب سے سرکار دام لیتی ہے اور ٹکڑے کا غذ کی پڑیوں میں افیم کو آتی ہے کہ آدمی افیم بیماری کی وجہ سے کاغذ کے پاپ کی ہو جاتی ہے۔ پھر کاغذ بھی خدا جانے کہاں کا سڑا ہوا کہ افیم کا جزو ختم ہو جاتا ہے۔ انگریزی دوا خانوں میں شیشیاں وغیرہ خوب ہیں گر صاحب وہ انگریزی ہیں نا۔ ہندوستانی کی چیز تو نہیں ہیں۔ اتنا بھی نہیں ہو سکتا کہ آرٹ پیپر کی پڑیا بنے کا قانون جاری کر دیں کہ بلا سے اہم کاغذ سے چھوٹ تو جائے۔ دیکھنا ہم غریبوں کا صبر ان ٹکڑے والوں کی جان پر پڑے گا۔

خاکسار (و دیر ابھی تک انقلاب زرد کی تدبیر ہے)

ڈاک خانے سے التماس

ہماشما کی ڈاک ایڈریس پنچ لکھنؤ ہے اور اولاً غیر سے بکثرت خطوط پنچ لکھنؤ کے پتے سے ہمارے یہاں آتے ہیں۔ نیز دیگر احباب بھی یہ تحریر لکھتے ہیں۔ لہٰذا کریمانہ لفافی پنچ لکھنؤ یا اودھ پنچ یا اودھ سچ پنچ (کس لندن) کی ڈاک گری نہ غلطی سے اودھ سچ پنچ (چھاپ پنچ) جن خطوط یا پارسلوں پر لکھا ہوا نہیں باحتیاط دفتر اودھ پنچ میں حسب معمول بھیجنے میں غلطی نہ کریں۔

(منیجر اودھ پنچ لکھنؤ)

موسم برسات میں ان ادویات کی اشد ضرورت ہے

سندھا ستھو

کف، کھانسی، ہیضہ، درد سل، سنگرہنی، جتیا، پچیش، دردِ معدہ، دست، بچوں کے ہرے پیلے دست وغیرہ کی اکسیر دوا قیمت فی شیشی ۸ آنہ

دردِ رخ کیسری

داد کی دوا

تمام جسم اور سفید کے داد کو جڑ سے کھو دینے والی دوا قیمت فی شیشی ۴ آنہ

مسہل بچہ خریدار

بال سندھا

بچوں کو طاقتور، خوبصورت اور تندرست بنانے کے لیے عجیب دوا قیمت فی شیشی ۱۲ آنہ مسہل ۹ آنہ

درد کشا سو

جسم میں فوراً قوت پہنچانے والا قبض، پیچش، کھانسی اور ضعف کو دور کرتا ہے۔

قیمت بڑی بوتل ۲ روپیہ چھوٹی بوتل ۱ روپیہ

سب دوا فروشوں سے دستیاب ہو سکتی ہے

نقل دوا نہ خریدیے

منیجر کا پتہ: سندھا ستھو کمپنی متھرا

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے؟

اگر آپ اشتہاری ادویات و علاجی نسخہ جات کے ہاتھوں خوردہ طبیبوں کے ہاتھوں اپنی کمائی لٹا کر صحت سے مایوس ہو چکے ہیں اور اس حالت میں کہ کفایت حاصل کرنا چاہتے ہیں اور مخلصانہ مشورے کے متلاشی ہیں اگر آپ نامور مجرب حکیم حاذق الملک کے مشوروں سے بلا دام فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ لکھ کر دواخانہ کی جدید فہرست طلب فرمائیں اور دوسرے بھائیوں کو بھی نفع پہنچائیں۔ تمام خط و کتابت صیغہ راز میں رہتی ہے۔

المشتہر: منیجر دواخانہ ... دہلی

طلسمی پریس

یہ پریس کسی خصوصیت کا پابند نہیں ہے۔ ہر شخص اس پریس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے ... کاغذ پر چھاپ سکتا ہے۔ ... تجارتی کارڈ، لیبل وغیرہ چھاپنے کو ... اس پریس کے ساتھ ... سالوں کا ... بھی لگا دیا گیا ہے

نوٹ: ۔ اگر اس پریس کے متعلق کوئی شکایت ہو تو ... واپس کر دیا جائے گا۔

...	...	...	...
۶ روپیہ	۸ روپیہ	۱۶ روپیہ	۳۲ روپیہ

پتہ: ... طلسمی پریس ...

شرائط ایجنسی

(۱) روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہوگا۔

(۲) ... بعد ... پرچے ... روانہ ہوں گے

(۳) ... کم کی ایجنسی قبول نہ کی جائے گی۔

(۴) ... ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔

علاوہ ... کے ... بھیجیے

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

شاہی سرمہ

(ایجاد کردہ ... ڈاکٹر ... صاحب)

یہ سرمہ ... آنکھ کی ... دھند، جالا، پھولا، ... وغیرہ کے لیے نہایت مفید ... قیمت فی شیشی ...

کیلاش چندر ...

دیال باغ آگرہ

پنچ لکھنؤ سالہ ۱۹۳۲ء رجسٹرڈ نمبر ۱ ۔ ۸۳ ۷ جلد شانزدہ

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کی ادا جات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصۂ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصۂ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد و ہوری کا نقشہ کتاب میں کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار میں صدہا راگوں کی دھرپد و ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپ کو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے ہزاروں روپیہ صرف کر کے اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصۂ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے استادوں کا سرمایۂ ناز اس میں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہر حال ذمۂ خریدار ۔ ا ۔ منیجر اودھ پنچ لکھنؤ